نبی اکرم ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تربیت کیسے فرمائی؟

مصنف

ڈاکٹر احمد فرید

مترجم

محمد نادر وسیم (ایم اے عربی و اسلامیات)

پیشکش

جامعہ اسلامیہ انوار مدینہ عید گاہ شمالی منکیرہ ضلع بھکر

فہرست

مقدمہ

إن الحمد لله، نحمده، ونستعينه، ونستغفره، ونعوذ بالله من شرور أنفسنا، ومن سيئات أعمالنا، من يهده الله فلا مضل له، ومن يضلله فلا هادي له، وأشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له، و أشهد أن محمدا عبده ورسوله صلى الله عليه وعلى آله وصحبه وسلم تسليما، ثم أما بعد:

اس جہان آب و گل میں بنی نوع انسان کی ہمہ جہت تربیت کا فریضہ سرانجام دینے والے عظیم ترین مربی نبی خاتم ﷺ کی ذات اقدس ہے اور بہترین ہدایت وہ ہے جو نبی ﷺ نے دی، خوش نصیب ترین نسل جس نے اس روئے زمین پر بہترین تربیت پائی وہ نسل ہے جس کی تربیت نبوی ہاتھوں کے زیر سایہ ہوئی اور بہترین اور شفاف عقائد و اخلاق وہ ہیں جو نبی اکرم صلی اللہ وسلم کی تربیت کی برکت سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں موجود تھے۔

بلاشبہ وہ سب سے زیادہ معزز، گوہرہائے چمکدار ہیں جو بشریت کی جبین پر قابلِ فخر نشان امتیاز ہیں۔ ان سے پہلے کوئی قوم انکی مثل عظمت اور جلالت کی حامل نہیں گزری اور ان کے بعد بھی کسی قوم کا آنا ممکن نہیں۔ اللہ تعالی ان سے اور اس ذات سے راضی ہو جس نے انکی اچھی تربیت کی، ان کو بلند مقام پر فائز فرمائے، انکے درجات بلند فرمائے اور دنیا اور آخرت کی سعادتوں سے ہمکنار فرمائے۔

کسی صالح بزرگ سے پوچھا گیا کیا اب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جماعت کی طرح کسی اور جماعت کا آنا ممکن ہے؟ انہوں نے فرمایا نہیں، اب ایسا ممکن نہیں ہے۔ ان سے پوچھا گیا کس لیے؟ تو انہوں نے فرمایا کیونکہ ایسا مرتبہ حاصل کرنے کے لیے رسول اللہ ﷺ جیسے شیخ کامل کی صحبت ضروری ہے۔

ہمارے سامنے رسول اللہ ﷺ کا وہ منہج زندہ جاوید ہے جسے اختیار فرما کر آپ نے صحابہ کرام کی تربیت کی۔ اسے ہم نمونے کے طور پر اختیار کر سکتے ہیں۔ نبی ﷺ صحابہ رضی اللہ عنہم کے دلوں میں ایمانی اوصاف

راسخ کرنے کے لئے کس طرح مناسب اور دستیاب مواقع سے فائدہ اٹھاتے؟ کس طرح انہیں شرک (اصغر واکبر) سے بچاتے؟ کیسے انہیں عبادت کا عادی بناتے؟ چنانچہ ایک موقع پر آپ ﷺ نے فرمایا: آج تم میں سے کون روزہ دار ہے؟ آج تم میں سے کس نے مریض کی عیادت کی؟ آج تم میں سے کس نے نماز جنازہ میں شرکت کی؟ یعنی کوئی شخص قابل تعریف کام کرتا تو آپ اس کی کس انداز سے حوصلہ افزائی فرماتے؟ جب انہیں نصیحت فرمانا ہوتی یا کسی چیز سے منع کرنا ہوتا تو کیا اسلوب اختیار فرماتے؟ اسی سلسلے میں آپ ﷺ کا فرمان ہے۔ما بال أقوام يفعلون كذا وكذا۔اس کے علاوہ بہت سی قیمتی اور تربیتی باتیں ایسی ہیں جنکا ہر وہ شخص محتاج ہے جو اپنی قوم یا نسل کی اسلاف کے طریق پر تربیت کرنے کا خواہاں ہے۔

یہ رسالہ **"<u>نبی ﷺ نے صحابہ رضی اللہ عنہم کی کیسے تربیت فرمائی؟</u>"** مذکورہ بالا تمام سوالوں کے جواب فراہم کرتا ہے۔الغرض اس میں نبی ﷺ کی تربیتی رہنمائی میں سے خوبصورت روشنیاں ہیں، کھلے ہوئے پھول ہیں، قیمتی رنگ ہیں اور دلنشین روشنیاں ہیں۔

میں اللہ تعالی سے سوال کرتا ہوں کہ سب کو اس چیز کی توفیق دے جسے وہ خود پسند فرماتا ہے اور ہمارا اور ان کا خاتمہ ایمان پر فرمائے۔

وآخر دعوانا أن الحمد لله رب العلمين.

ڈاکٹر احمد فرید

1-باہمی گفتگو اور مناسب مواقع سے فائدہ اٹھانا

استاد عثمان قدری مکانسی لکھتے ہیں: نبی ﷺ اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ ایک جگہ سے گزر رہے تھے وہاں ایک چیز دیکھی جس پر تبصرہ کرنا ضروری سمجھا یا کوئی ایسی بات سنی جس پر روشنی ڈالنا ضروری تھا؛ تاکہ آپ کے یہ کلمات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے لیے وعظ و نصیحت اور عبرت کا کام دیں اور ان کے دلوں کو متاثر کریں۔

چنانچہ آپ ﷺ رضائے الہی کے حصول کی خاطر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ذہنوں میں کوئی چیز راسخ کرنے، انکے دلوں کو راہ ہدایت پر جمانے اور بھلائی کے راستے پر کاربند کرنے کے لئے باہمی گفت وشنید کو فروغ دیتے۔

اس سلسلے میں آپ نے بہت سی مثالیں ذکر کی ہیں۔ مثلاجو احادیث اللہ تعالی کے ہاں دنیا کے ذلیل اور حقیر ہونے کو بیان کرتی ہیں، ان میں سے ایک یہ ہے۔

> عن جابر بن عبد الله، أن رسول الله صلى الله عليه وسلم مرّ بالسوق، داخلا من بعض العالية، والناس كنفته، فمرّ بجدي أسك ميت، فتناوله فأخذ بأذنه، ثم قال: «أيكم يحب أن هذا له بدرهم؟» فقالوا: ما نحب أنه لنا بشيء، وما نصنع به؟ قال: «أتحبون أنه لكم؟» قالوا: والله لو كان حيا، كان عيبا فيه، لأنه أسك، فكيف وهو ميت؟ فقال: «فوالله للدنيا أهون على الله، من هذا عليكم[1]».

ترجمہ: سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ بازار میں سے گزرے، آپ ﷺ مدینہ میں آرہے تھے کسی عالیہ کی طرف سے (عالیہ وہ گاؤں ہیں جو مدینہ کے باہر بلندی پر واقع ہیں) اور لوگ آپ ﷺ کے ایک طرف یا دونوں طرف تھے۔ آپ ﷺ نے ایک بھیڑ کا بچہ چھوٹے کان

[1] صحيح مسلم، كتاب الزهد والرقائق، رقم الحديث: 2 (1957).

والا مردہ دیکھا، اس کا کان پکڑا پھر فرمایا: ”تم میں سے کون یہ لیتا ہے ایک درہم کو؟“ لوگوں نے عرض کیا: ہم ایک درہم سے کم میں بھی اس کو لینا نہیں چاہتے (یعنی کسی چیز کے بدلے) اور ہم اس کو کیا کریں گے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”تم چاہتے ہو کہ یہ تم کو مل جائے؟“ لوگوں نے کہا: اللہ کی قسم! اگر یہ زندہ ہوتا تب بھی اس میں عیب تھا کہ کان اس کے بہت چھوٹے ہیں پھر مرنے پر اس کو کون لے گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ کی قسم! دنیا اللہ جل جلالہ کے نزدیک اس سے بھی زیادہ ذلیل ہے جیسے یہ تمہارے نزدیک“۔

یہ مکالمہ کا عملی اسلوب ہے رسول اللہ ﷺ نے چھوٹے کان والے ایسے بھیڑ کے مردہ بچے کو دیکھا جس کی بو بہت پریشان کر رہی تھی۔ اس کے ایک کان سے پکڑا اور صحابہ رضی اللہ عنہم کے سامنے کیا کہ کیا وہ اسے ایک درہم میں خریدیں گے؟ تو انہوں نے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ وہ اس مردہ لاش کو کیا کریں گے اگر یہ زندہ بھی ہوتا تو ہم اس میں دلچسپی ظاہر نہ کرتے، اب جبکہ یہ مردہ ہے تو اسے خریدنے کے لیے کیونکر راضی ہونگے۔ جب وہ اس نتیجے پر پہنچے تو نبی ﷺ نے ان کے دلوں سے دنیا کی محبت نکالنے کی خاطر ان سے وعظ فرمایا اورآپ ﷺ نے اس میں فرمایا: "اللہ تعالیٰ کے نزدیک دینا کی وقعت اگر ایک مچھر کے پر کے برابر بھی ہوتی تو وہ کسی کافر کو اس میں سے ایک گھونٹ پانی بھی نہ پلاتا"۔

2- آپ ﷺ جس کام کا حکم فرماتے پہلے اسے اپنی ذات سے شروع فرماتے گویا آپ ﷺ کے حکم اور عمل میں مقابلہ کی کیفیت دکھائی دیتی۔

جیسا کہ آپ ﷺ نے حدیبیہ کے دن کیا۔ جب آپ کے اور قریش کے مابین صلح ہو چکی ہیں اور صلح کی شقوں میں سے ایک شق یہ بھی تھی کہ مسلمان اس سال واپس لوٹ جائیں گے، چنانچہ ان کو عمرہ سے بھی محروم کر دیا گیا اور یہ کہا گیا کہ وہ اگلے سال یعنی ہجرت کے ساتویں سال عمرہ ادا کرنے کے لئے آئیں گے۔ نبی ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو حکم دیا کہ وہ حلق یا قصر کروالیں۔ چونکہ صحابہ کرام رضی اللہ

عنہم کو عمرہ کا بے حد شوق تھا اسلیے یہ حکم ان پر شاق گزرا۔ نبی ﷺ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لے گئے۔ ان کو اس سارے واقعے کی خبر دی، اس پر انھوں نے نبی ﷺ کو مشورہ دیا کہ وہ بنفس نفیس صحابہ رضی اللہ عنہم میں تشریف لے جائیں اور حلق کرنے والے سے کہیں کہ آپ کا حلق کر دے۔ جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے یہ دیکھا تو وہ جلدی سے نبی ﷺ کے حکم کی تعمیل میں لگ گئے، قریب تھا کہ نبی کریم کے حکم پر عمل کرنے کی کوشش میں ایک دوسرے کو ذبح کر ڈالتے۔ خندق کھودنے کے دوران نبی ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ کھدائی کرتے اور فرماتے جاتے۔

اللهم لا عيش إلا عيش الآخرة

فارحم الأنصار والمهاجرة

ترجمہ: "اے اللہ! زندگی تو آخرت ہی کی زندگی ہے، تو انصار و مہاجرین کی مغفرت فرما"۔

نحن الذين بايعوا محمداً

على الجهاد ما بقينا أبداً

ترجمہ: "ہم وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنی زندگی کی آخری سانس تک جہاد کرتے رہنے کے لئے محمد ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کی ہے"۔

اس موقع پر اگر آپ ﷺ لشکر کی عمومی نگرانی اور مجاہدین کو فقط ہدایات دینے پر ہی اکتفا کرتے تو یہ بھی کافی تھا۔ لیکن آپ ﷺ ان کے کام میں بہتری اور ثواب کے حصول کے لیے بنفس نفیس شریک ہوئے۔ آپ ﷺ نے اپنے مبلغین اور مربیین کو ہر جگہ اور ہر وقت یہ طرز عمل سکھایا کہ نیکی کا حکم دیں، اس پر عمل کریں اور بنی اسرائیل کی طرح نہ ہو جائیں جن پر اللہ تعالی کا عذاب ہوا۔

چنانچہ فرمان باری تعالیٰ ہے: أَتَأْمُرُونَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ أَنْفُسَكُمْ وَأَنْتُمْ تَتْلُونَ الْكِتَابَ أَفَلَا تَعْقِلُونَ[2].

---

[2] البقرة: 44

ترجمہ: کیالوگوں کو نیکی کا حکم دیتے ہو اوراپنے آپکو بھول جاتے ہو حالانکہ تم کتاب پڑھتے ہو کیا تم عقل نہیں رکھتے۔

3-آپ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو چست اور چوکنا کرنے اور نیکی اور عبادت کے کاموں میں حوصلہ بڑھانے کے لیے ان کے حال احوال اور عبادات کی کیفیت کے بارے میں دریافت فرماتے۔

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: «من أصبح منكم اليوم صائما؟» قال أبو بكر رضي الله عنه: أنا، قال: «فمن تبع منكم اليوم جنازة؟» قال أبو بكر رضي الله عنه: أنا، قال: «فمن أطعم منكم اليوم مسكينا؟» قال أبو بكر رضي الله عنه: أنا، قال: «فمن عاد منكم اليوم مريضا؟» قال أبو بكر رضي الله عنه: أنا، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: «ما اجتمعن في امرئ، إلا دخل الجنة[3]».

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "آج کے دن تم میں سے کون روزہ دار ہے؟" سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "آج کے دن تم میں سے کون جنازے کے ساتھ گیا؟" سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "آج کے دن تم میں سے کس نے مسکین کو کھانا کھلایا؟" سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "آج کے دن تم میں سے کس نے بیمار کی پرسش کی یعنی عیادت کی؟" سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جس میں یہ سب باتیں جمع ہوں وہ جنت میں جائے گا۔"

---

[3] صحيح مسلم، كتاب الزكاة، باب من جمع الصدقة، وأعمال البر، رقم الحديث: 87 (1028).

اس حدیث میں مربیین کے لیے بہترین اصول بیان کیے گئے ہیں۔ جب بھی لوگوں کو عبادت میں سستی کرتے دیکھیں تو انہیں وعظ و نصیحت کریں، عبادت و ریاضت پر انکی ستائش کریں اور بھلائی کی خوشخبریاں دیں۔ اس حدیث میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بالخصوص سابقون الاولون جن میں سرفہرست ابو بکر صدیق ہیں کے شرف، نیکی اور عبادت کے لیے علو ہمت، محنت اور کوشش کو بیان کیا گیا ہے۔

آپ ﷺ کے فرمان "دخل الجنة" میں امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس کا معنی یہ ہے کہ وہ بے حساب جنت میں داخل ہو گا اور اسکے قبیح اعمال پر باز پرس نہیں ہو گی ویسے تو سب اہل ایمان نے اللہ کے فضل سے جنت میں جانا ہی ہے۔

4- آپ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بلند درجات اور عظیم مراتب پر فائز ہونے کی ترغیب فرماتے اور نیکی کے کاموں میں شوق دلاتے۔

حضرت سہل بن سعد ساعدی سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے غزوہ خیبر کے دن فرمایا:

«لأعطين الراية غدا رجلا يفتح على يديه، يحب الله ورسوله، ويحبه الله ورسوله»، فبات الناس ليلتهم أيهم يعطى، فغدوا كلهم يرجوه، فقال: «أين علي؟»، فقيل يشتكي عينيه، فبصق في عينيه ودعا له، فبرأ كأن لم يكن به وجع، فأعطاه فقال: أقاتلهم حتى يكونوا مثلنا؟ فقال: «انفذ على رسلك حتى تنزل بساحتهم، ثم ادعهم إلى الإسلام، وأخبرهم بما يجب عليهم، فوالله لأن يهدي الله بك رجلا خير لك من أن يكون لك حمر النعم[4]».

ترجمہ: کل میں یہ جھنڈا (کہ جو کمانداری کی علامت ہے) ایسے شخص کو عطا کروں گا کہ جس کے ہاتھ پر اللہ تعالیٰ فتح عطا فرمائے گا اور وہ شخص اللہ اور اللہ کے رسول کو دوست رکھتا ہے اور اللہ اور اللہ کا رسول اس کو دوست رکھتے ہیں" چنانچہ تمام صحابہ رضی اللہ عنھمنے اس انتظار اور شوق میں پوری رات جاگ کر گزاری کہ

[4] صحيح البخاري، كتاب الجهاد والسير، باب فضل من أسلم على يديه رجل، رقم الحديث: 3009.

دیکھئے کل صبح یہ سرفرازی کس کے حصہ میں آتی ہے اور جب) صبح ہوئی تو ہر شخص اس آرزو کے ساتھ رسول کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا کہ جھنڈا اسی کو ملے، آنحضرت ﷺ نے (تمام صحابہ رضی اللہ عنھمپر نظر ڈال کر فرمایا کہ " علی ابن ابی طالب کہاں ہیں " دراصل حضرت علی آشوب چشم میں مبتلا ہو گئے تھے اور اس وجہ سے اس وقت وہاں حاضر نہیں تھے) صحابہ رضی اللہ عنھم نے عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ! آنکھوں نے ان کو پریشان کر رکھا ہے (اور اس عذر کی بنا پر وہ یہاں موجود نہیں ہیں آنحضرت ﷺ نے فرمایا کسی کو بھیج کر ان کو بلوالو، چنانچہ حضرت علی کو بلا کر لایا گیا، رسول کریم ﷺ نے اپنا لعاب دہن ان کی آنکھوں میں ڈالا اور وہ آنکھیں ایک دم اس طرح اچھی ہو گئیں جیسے ان میں کوئی تکلیف اور خرابی تھی نہیں، اس کے بعد آپ ﷺ نے ان کو جھنڈا عطا فرمایا۔ حضرت علی (اس سرفرازی سے بہت خوش ہوئے اور) بولے: یارسول اللہ ﷺ! میں ان لوگوں (دشمنوں سے) اس وقت تک لڑتا رہوں جب تک وہ ہماری طرح مسلمان نہ ہو جائیں؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: جاؤ اور نرمی وبردباری کے ساتھ چل کر ان (دشمنوں) علاقہ میں پہنچو، پھر (سب سے پہلے) ان کو اسلام کی دعوت دو اور ان کو یہ بتانا کہ ان پر اللہ کے کیا حقوق واجب ہیں، بخدا اگر تمہاری وجہ سے ایک شخص بھی ہدایت پا جاتا ہے تو وہ تمہارے لیے سرخ اونٹوں سے بہتر ہے۔

اس حدیث سے واضح ہو رہا ہے کہ مربی کا کام ہے کہ اپنے تلامذہ کے حوصلہ اور ولولہ کو پروان چڑھائے، ان کو اعلی درجات اور مراتب پر پہنچنے کے لیے راغب کرے اور نیکی کے کاموں میں شوق دلائے۔ نیز اس حدیث میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے مناقب بیان ہوئے ہیں۔ اللہ تعالی کی راہ میں دعوت و تبلیغ کی فضیلت بیان ہوئی ہے۔ اگر ایک شخص کے ہاتھ پر کسی کو ہدایت مل جائے تو اسکا یہ عمل اس عمدہ ترین مال سے بھی بہتر ہے جس کی طرف لوگ ٹوٹ ٹوٹ کر پڑتے ہوں اور اسکے حصول کے لیے آپس میں حسد وبغض سے کام لیتے ہوں۔ پس ہم اللہ تعالی سے دعا کرتے ہیں کہ ہمیں اپنے دین کے خاطر دعوت و تبلیغ کی توفیق عطا فرمائے۔ اوراس خیر عظیم، اچھے رزق اور اعلیٰ شرف سے محروم نہ فرمائے۔

5- آپ ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی توجہ اہم اور ضروری امور کی طرف مبذول کرواتے رہتے۔

انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

«أن رجلا سأل النبي صلى الله عليه وسلم: متى الساعة يا رسول الله؟ قال: «ما أعددت لها» قال: ما أعددت لها من كثير صلاة ولا صوم ولا صدقة، ولكني أحب الله ورسوله، قال: «أنت مع من أحببت[5]».

ترجمہ: ایک شخص نے نبی کریم ﷺ سے پوچھا: یارسول اللہ! قیامت کب قائم ہو گی؟ نبی کریم ﷺ نے دریافت فرمایا کہ تم نے اس کے لیے کیا تیاری کی ہے؟ انہوں نے عرض کیا کہ میں نے اس کے لیے بہت ساری نمازیں، روزے اور صدقے نہیں تیار کر رکھے ہیں، لیکن میں اللہ اور اس کے رسول سے محبت رکھتا ہوں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ تم اس کے ساتھ ہو جس سے تم محبت رکھتے ہو۔

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اس حدیث میں اللہ تعالی، اسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم، صالحین اور زندہ اور فوت شدہ اہل خیر کے ساتھ محبت کرنے کی فضیلت بیان ہوئی ہے۔ اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ محبت کرنے کا تقاضا ہے کہ ان کے ہر حکم پر عمل کیا جائے اور جن کاموں سے منع کیا ہے ان سے باز رہا جائے اور آداب شرعیہ کا لحاظ کیا جائے۔ صالحین کی محبت سے فائدہ مند ہونے کے لیے یہ شرط نہیں ہے کہ ان جیسا ہی کام کیا جائے۔ اگر کوئی بالکل ان جیسے ہی کام کرے گا تو پھر ان میں سے شمار ہو گا اور ان کی طرح شمار ہو گا حدیث میں اس بات کی صراحت کی گئی ہے۔

أحب قوما ولم يلحق بهم[6].

---

[5] صحيح البخاري، كتاب الأدب، باب علامة حب الله عز وجل، رقم الحديث: 6171.

[6] شرح النووي على صحيح مسلم، 285/16.

"اس قوم سے محبت کی اور ان کے مرتبہ کو نہ پہنچ سکا"۔

6- آپ ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کسی میں کوئی ایسی بات دیکھتے جس کی اصلاح کرنا ضروری ہوتا تو اس شخص کا نام لیکر اصلاح نہیں فرماتے تھے بلکہ اس کی پردہ پوشی فرماتے اور عمومی انداز میں اصلاح فرماتے اسی لیے آپ ﷺ کو کسی کی کوئی چیز ناگوار لگتی تو فرماتے: ما بال أقوام يفعلوا كذا وكذا۔

جیسا کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے تین لوگوں کا قصہ بیان کیا۔

«جاء ثلاثة رهط إلى بيوت أزواج النبي صلى الله عليه وسلم، يسألون عن عبادة النبي صلى الله عليه وسلم، فلما أخبروا كأنهم تقالوها، فقالوا: وأين نحن من النبي صلى الله عليه وسلم؟ قد غفر له ما تقدم من ذنبه وما تأخر، قال أحدهم: أما أنا فإني أصلي الليل أبدا، وقال آخر: أنا أصوم الدهر ولا أفطر، وقال آخر: أنا أعتزل النساء فلا أتزوج أبدا، فجاء رسول الله صلى الله عليه وسلم إليهم، فقال: «أنتم الذين قلتم كذا وكذا، أما والله إني لأخشاكم لله وأتقاكم له، لكني أصوم وأفطر، وأصلي وأرقد، وأتزوج النساء، فمن رغب عن سنتي فليس مني[7]».

ترجمہ: تین آدمی در اقدس ﷺ پر حاضر ہوئے اور آپ ﷺ کی عبادت کے بارے میں پوچھا۔ انہوں نے اسے کم خیال کیا۔ ایک شخص نے کہا: میں تو ہمیشہ ساری رات نماز پڑھوں گا۔ اور دوسرے نے کہا میں ہمیشہ روزہ رکھوں گا، افطار نہیں کروں گا۔ اور تیسرے نے کہا میں ہمیشہ عورتوں سے دور رہوں گا اور کبھی نکاح نہیں کروں گا۔ پس آپ ﷺ نے فرمایا: ایسی قوموں کو کیا ہو گیا ہے جو ایسے ایسے کہتے ہیں۔ پھر فرمایا: میں نماز بھی پڑھتا ہوں اور سوتا بھی ہوں۔

---

[7] صحيح البخاري، كتاب النكاح، باب الترغيب في النكاح، رقم الحديث: 5063.

ابو حمید الساعدی سے مروی ہے۔

قال: استعمل رسول الله صلى الله عليه وسلم رجلا من الأسد، يقال له: ابن اللتبية – قال عمرو: وابن أبي عمر – على الصدقة، فلما قدم قال: هذا لكم، وهذا لي، أهدي لي، قال: فقام رسول الله صلى الله عليه وسلم على المنبر، فحمد الله، وأثنى عليه، وقال: " ما بال عامل أبعثه، فيقول: هذا لكم، وهذا أهدي لي، أفلا قعد في بيت أبيه، أو في بيت أمه، حتى ينظر أيهدى إليه أم لا؟ والذي نفس محمد بيده، لا ينال أحد منكم منها شيئا إلا جاء به يوم القيامة يحمله على عنقه بعير له رغاء، أو بقرة لها خوار، أو شاة تيعر "، ثم رفع يديه حتى رأينا عفرتي إبطيه، ثم قال: «اللهم، هل بلغت؟» مرتين[8].

ترجمہ: رسول اللہ نے اسد کے ایک شخص کو صدقہ کے مال پر عامل مقرر کیا جسے ابن التیبہ کہا جاتا تھا۔ جب وہ کام سے واپس آیا تو عرض کیا: یارسول اللہ! یہ مال آپ کا ہے اور یہ مال مجھے تحفہ دیا گیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ کے لیے کھڑے ہوئے، رات کی نماز کے بعد اور کلمہ شہادت اور اللہ تعالیٰ کی اس کی شان کے مطابق ثنا کے بعد فرمایا امابعد! ایسے عامل کو کیا ہو گیا ہے کہ ہم اسے عامل بناتے ہیں۔ (جزیہ اور دوسرے ٹیکس وصول کرنے کے لیے) اور وہ پھر ہمارے پاس آکر کہتا ہے کہ یہ تو آپ کا ٹیکس ہے اور مجھے تحفہ دیا گیا ہے۔ پھر وہ اپنے ماں باپ کے گھر کیوں نہیں بیٹھا اور دیکھتا کہ اسے تحفہ دیا جاتا ہے یا نہیں۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، اگر تم میں سے کوئی بھی اس مال میں سے کچھ بھی خیانت کرے گا تو قیامت کے دن اسے اپنی گردن پر اٹھائے گا۔ اگر اونٹ کی اس نے خیانت کی ہو گی تو اس حال میں لے کر آئے گا کہ آواز نکل رہی ہو گی۔ اگر گائے کی خیانت کی ہو گی تو اس حال میں اسے لے کر آئے گا کہ گائے کی آواز آرہی ہو گی۔ اگر بکری کی خیانت کی ہو گی تو اس حال میں آئے گا کہ بکری کی آواز آرہی ہو گی۔ بس میں نے تم تک

[8] صحيح مسلم، كتاب الإمارة، باب تحريم هدايا العمال، رقم الحديث: 26 (1832).

پہنچا دیا۔ ابو حمید رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ پھر نبی کریم ﷺ نے اپنا ہاتھ اتنی اوپر اٹھایا کہ ہم آپ کی بغلوں کی سفیدی دیکھنے لگے۔ پھر آپ نے دو مرتبہ فرمایا: اے اللہ! کیا میں نے پیغام پہنچا دیا۔

7- آپ ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو امیر کی اطاعت کرنے کی تربیت فرماتے اگرچہ یہ مشقت طلب کام ہے۔

جیسا کہ طائف والوں کے گھیراؤ کے وقت آپ ﷺ نے فرمایا:

عن عبد الله بن عمر، قال: لما حاصر رسول الله صلى الله عليه وسلم الطائف، فلم ينل منهم شيئا، قال: «إنا قافلون إن شاء الله». فثقل عليهم، وقالوا: نذهب ولا نفتحه، وقال مرة: «نقفل». فقال: «اغدوا على القتال». فغدوا فأصابهم جراح، فقال: «إنا قافلون غدا إن شاء الله». فأعجبهم، فضحك النبي صلى الله عليه وسلم[9].

ترجمہ: عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے غزوہ طائف میں جب اہل طائف کا محاصرہ کیا اور ان سے کوئی چیز بھی حاصل نہ ہوئی تو آپ ﷺ نے فرمایا: "اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا تو ہم لوٹ چلیں گے، صحابہ کرام نے عرض کیا: کیا بغیر فتح کے ہم لوٹ جائیں گے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:" "اچھا صبح ان سے لڑو، وہ لڑے اور زخمی ہوئے"۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "ہم کل لوٹ جائیں گے۔" اب یہ بات انکو اچھی لگی تو آپ ﷺ مسکرا دیے۔

اس حدیث میں ان اصلاح پسند اصحابِ فکر کے لیے پیغام ہے جو سنت رسول کی مخالفت کرتے ہیں اور اپنے آپکو ہدایت سے محروم رکھتے ہیں اور اپنی عقل، آراء اور قیاس آرائیوں کو سنت سے ثابت شدہ امر پر مقدم کرتے ہیں۔ اس بارے میں اللہ تعالی کا فرمان ہے۔

---

[9] صحيح البخاري، كتاب المغازي، باب غزوة الطائف، رقم الحديث: 4325.

فَلْيَحْذَرِ الَّذِينَ يُخَالِفُونَ عَنْ أَمْرِهِ أَنْ تُصِيبَهُمْ فِتْنَةٌ أَوْ يُصِيبَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ[10].

ترجمہ: سنو جو لوگ حکم رسول کی مخالفت کرتے ہیں انہیں ڈرتے رہنا چاہیئے کہ کہیں ان پر کوئی زبردست آفت نہ آن پڑے یا انہیں دردناک عذاب (نہ) پہنچے"۔

8- آپ ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو سکھاتے کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی پیروی علی الاطلاق ہے جبکہ حکمران کی اطاعت کرنا یا والدین کی اطاعت سب اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کے ساتھ مقید ہیں۔ یعنی مخلوق کی ایسے کاموں میں اطاعت کرنا جس سے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی لازم آئے، جائز نہیں۔ اطاعت صرف اچھی باتوں میں ہے۔

امام بخاری نے صحیح البخاری میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

بعث النبي صلى الله عليه وسلم سرية، وأمر عليهم رجلا من الأنصار، وأمرهم أن يطيعوه، فغضب عليهم، وقال: أليس قد أمر النبي صلى الله عليه وسلم أن تطيعوني؟ قالوا: بلى، قال: قد عزمت عليكم لما جمعتم حطبا، وأوقدتم نارا، ثم دخلتم فيها فجمعوا حطبا، فأوقدوا نارا، فلما هموا بالدخول، فقام ينظر بعضهم إلى بعض، قال بعضهم: إنما تبعنا النبي صلى الله عليه وسلم فرارا من النار أفندخلها؟ فبينما هم كذلك، إذ خمدت النار، وسكن غضبه، فذكر للنبي صلى الله عليه وسلم، فقال: «لو دخلوها ما خرجوا منها أبدا، إنما الطاعة في المعروف[11]».

---

[10] الفرقان: 63.

[11] صحيح البخاري، كتاب الأحكام، باب السمع والطاعة للإمام ما لم تكن معصية، رقم الحديث: 7145.

ترجمہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دستہ بھیجا اور اس پر انصار کے ایک شخص کو امیر بنایا اور لوگوں کو حکم دیا کہ ان کی اطاعت کریں۔ پھر امیر فوج کے لوگوں پر غصہ ہوئے اور کہا کہ کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہیں میری اطاعت کا حکم نہیں دیا ہے؟ لوگوں نے کہا کہ ضرور دیا ہے۔ اس پر انہوں نے کہا کہ میں تمہیں حکم دیتا ہوں کہ لکڑی جمع کرو اور اس سے آگ جلاؤ اور اس میں کود پڑو۔ لوگوں نے لکڑی جمع کی اور آگ جلائی، جب کودنا چاہا تو ایک دوسرے کو لوگ دیکھنے لگے اور ان میں سے بعض نے کہا کہ ہم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمانبرداری آگ سے بچنے کے لیے کی تھی، کیا پھر ہم اس میں خود ہی داخل ہو جائیں۔ اسی دوران میں آگ ٹھنڈی ہو گئی اور امیر کا غصہ بھی جاتا رہا۔ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر یہ لوگ اس میں کود پڑتے تو پھر اس میں سے نہ نکل سکتے۔ اطاعت صرف اچھی باتوں میں ہے۔

یہ باتیں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دلوں میں گھر کر گئیں۔ جب حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے تو لوگوں کو خطبہ دیا اور فرمایا: أطيعوني ما أطعت الله فيكم، فإن عصيت الله فلا طاعة لي عليكم.

ترجمہ: اگر میں اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کروں تو میری اطاعت کرو اور اگر میں اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کروں تو تم پر میری اطاعت واجب نہیں۔

اور عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: تمہارے ذمہ اس شخص کی اطاعت ضروری ہے جو خود اللہ کی اطاعت کرے اور جو اللہ کی نافرمانی کرے اس کی اطاعت تمہارے ذمہ نہیں۔ اگر میں اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کروں تو میری اطاعت کرو اور اگر میں اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کروں تو تم پر میری اطاعت واجب نہیں۔

9- نبی ﷺ اچھے کام پر حوصلہ افزائی فرماتے اور خیر و برکت کی خوشخبری دیتے اسکا مقصد لوگوں کو نیکی کی طرف راغب کرنا ہوتا۔

یوم احد کو نبی اکرم ﷺ نے طلحہ بن عبید اللہ سے فرمایا: أوجب طلحة[12]"طلحہ کے لئے واجب ہوگئ"۔ طلحہ رضی اللہ انہوں نے اس غزوہ میں رسول اللہ ﷺ کی حفاظت فرمائی تھی آپ کے ہاتھ اس غزوہ میں زخمی بھی ہوئے۔

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"مَنْ جَهَّزَ جَيْشَ الْعُسْرَةِ فَلَهُ الْجَنَّةُ ". فجاء عُثْمَانُ إِلَي النَّبِيِّ صلي الله عليه وآله وسلم بِأَلْفِ دِيْنَارٍ، فصبها في حجر النبي صلى الله عليه وسلم، والنبي يقول: مَا ضَرَّ عُثْمَانَ مَا عَمِلَ بَعْدَ الْيَوْمِ.

جو شخص جیش عسرہ (غزوہ تبوک کے لشکر) کو سامان سے لیس کرے اس کے لیے جنت ہے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ایک ہزار دینار لے کر حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اس رقم کو حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گود میں ڈال دیا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمارہے تھے عثمان آج کے بعد جو کچھ بھی کرے گا اسے کوئی بھی عمل نقصان نہیں پہنچائے گا۔

جب نبی ﷺ کے وصال کا وقت قریب آیا تو رسول اللہ ﷺ منبر پر بیٹھے اور فرمایا۔

«إن عبدا خيره الله بين أن يؤتيه من زهرة الدنيا ما شاء، وبين ما عنده، فاختار ما عنده» فبكى أبو بكر وقال: فديناك بآبائنا وأمهاتنا، فعجبنا له، وقال الناس: انظروا إلى هذا الشيخ، يخبر رسول الله صلى الله عليه وسلم عن عبد خيره الله بين أن يؤتيه من زهرة الدنيا، وبين ما عنده، وهو يقول: فديناك بآبائنا وأمهاتنا، فكان رسول الله صلى الله عليه وسلم هو المخير، وكان أبو بكر هو أعلمنا به، وقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: «إن من

---

[12] سنن الترمذي، أبواب الجهاد عن رسول الله صلى الله عليه وسلم، باب ما جاء في الدرع، رقم الحديث: 1692.

أمن الناس علي في صحبته وماله أبا بكر، ولو كنت متخذا خليلا من أمتي لاتخذت أبا بكر، إلا خلة الإسلام، لا يبقين في المسجد خوخة إلا خوخة أبي بكر[13]».

ترجمہ:- "اپنے ایک نیک بندے کو اللہ تعالیٰ نے اختیار دیا کہ دنیا کی نعمتوں میں سے جو وہ چاہے اسے اپنے لیے پسند کر لے یا جو اللہ تعالیٰ کے ہاں ہے (آخرت میں) اسے پسند کر لے۔ اس بندے نے اللہ تعالیٰ کے ہاں ملنے والی چیز کو پسند کر لیا۔" اس پر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ رونے لگے اور عرض کیا: ہمارے ماں باپ آپ پر فدا ہوں۔ (ابو سعید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں) ہمیں ابو بکر رضی اللہ عنہ کے اس رونے پر حیرت ہوئی، بعض لوگوں نے کہا اس بزرگ کو دیکھئیے نبی کریم ﷺ تو ایک بندے کے متعلق خبر دے رہے ہیں جسے اللہ تعالیٰ نے دنیا کی نعمتوں اور جو اللہ کے پاس ہے اس میں سے کسی کے پسند کرنے کا اختیار دیا تھا اور یہ کہہ رہے ہیں کہ ہمارے ماں باپ آپ پر فدا ہوں۔ لیکن رسول اللہ ﷺ ہی کو ان دو چیزوں میں سے ایک کا اختیار دیا گیا اور ابو بکر رضی اللہ عنہ ہم میں سب سے زیادہ اس بات سے واقف تھے اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ لوگوں میں سب سے زیادہ اپنی صحبت اور مال کے ذریعہ مجھ پر احسان کرنے والے ابو بکر ہیں۔ اگر میں اپنی امت میں سے کسی کو اپنا خلیل بنا سکتا تو ابو بکر رضی اللہ عنہ کو بناتا البتہ اسلامی رشتہ ان کے ساتھ کافی ہے۔ مسجد میں کوئی دروازہ اب کھلا ہوا باقی نہ رکھا جائے سوائے ابو بکر کے گھر کی طرف کھلنے والے دروازے کے۔

[13] صحيح البخاري، كتاب مناقب الأنصار، عن رسول الله صلى الله عليه وسلم، باب هجرة النبي صلى الله عليه وسلم وأصحابه إلى المدينة، رقم الحديث: 3904.

11- آپ ﷺ صحابہ کرام کو اپنے مال خرچ کرنے اور جان کی قربانی دینے کی تربیت فرماتے۔اس بارے میں خود نبی اکرم ﷺ ان کے لیے بہترین مثال تھے۔آپ ﷺ سب سے زیادہ سخی اور بہادر تھے۔

یوم حنین کو صحابہ کرام تیز تیروں کی بوچھاڑ کی وجہ سے میدان سے بھاگ کھڑے ہوئے۔رسول اللہ ﷺ اپنی سواری پر ان کی طرف بڑھ رہے تھے۔عباس رضی اللہ عنہ نے اس کی لگام پکڑی ہوئی تھی۔آپ ﷺ ان کو جہاد اور شہادت کی ترغیب دی اور فرمایا:

«والذي نفسي بيده، لولا أن رجالا يكرهون أن يتخلفوا بعدي، ولا أجد ما أحملهم، ما تخلفت، لوددت أني أقتل في سبيل الله، ثم أحيا ثم أقتل، ثم أحيا ثم أقتل، ثم أحيا ثم أقتل[14]»

"اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! میں پسند کرتا ہوں کہ میں اللہ کی راہ میں شہید کر دیا جاؤں، پھر زندہ کر دیا جاؤں، پھر شہید کر دیا جاؤں، پھر زندہ کر دیا جاؤں، پھر شہید کر دیا جاؤں۔"

اور آپ ﷺ نے فرمایا: من مات ولم يغز، ولم يحدث به نفسه، مات على شعبة من نفاق[15].

کہ جس کو اس حال میں موت آئی کہ اس نے نہ جہاد کیا اور نہ ہی اسکے دل میں اسکی خواہش پیدا ہوئی وہ نفاق کی موت مرا۔

12- نبی ﷺ صحابہ رضی اللہ عنہم کو دنیا سے کنارہ کشی اور آخرت میں رغبت کی تعلیم دیتے۔

آپ ﷺ فرمایا کرتے تھے۔"میری اور دنیا کی مثال اس سوار کی طرح ہے جو کچھ دیر سائے میں ستائے اور پھر سفر کو چل دے۔"

---

[14] صحيح البخاري، كتاب التمني، باب ما جاء في التمني، ومن تمنى الشهادة، ج9، ص82، رقم الحديث:7226.

[15] صحيح مسلم، كتاب الإمارة، باب ذم من مات، ولم يغز، ولم يحدث نفسه بالغزو، ج3، ص1517، رقم الحديث: 158.

اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر دنیا کی حیثیت اللہ تعالیٰ کے نزدیک مچھر کے پر جتنی بھی ہوتی تو اللہ تعالیٰ کسی بھی کافر کو پانی کا ایک گھونٹ بھی نہ پلاتا۔"

ایک دفعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم چٹائی پر سو رہے تھے چٹائی پر لیٹنے کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم پر نشانات پڑ گئے تھے۔ حضرت عبد اللہ ابن مسعودؓ فرماتے ہیں۔ "میں یہ دیکھ کر رونے لگا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے روتا دیکھ کر وجہ دریافت فرمائی۔ میں نے عرض کیا "یارسول اللہ! یہ قیصر و کسریٰ تو ریشم اور مخمل کے گدوں پر سوئیں اور آپ بوریئے پر؟" حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ "یہ رونے کی بات نہیں ہے۔ ان کے لئے دنیا ہے اور ہمارے لئے آخرت ہے"۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم دنیا میں سب سے زیادہ پرہیز گار اور آخرت کے بارے میں سب سے زیادہ فکر مند تھے۔ جیسا کہ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے تابعین سے فرمایا: تم میں سے ضرور کچھ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کے مقابلے میں زیادہ اعمال والے ہوں گے لیکن وہ پھر بھی تم سے بہتر تھے۔ وہ دنیا میں زیادہ پرہیز گار اور آخرت کے بارے میں زیادہ فکر مند تھے۔ اسی زہد نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ایثار و قربانی اور آخرت کو دنیا پر ترجیح دینے پر ابھارا۔ اور اسی زہد و تقوی نے ان کو دنیا کے دھوکوں اور مال و جاہ سے بچائے رکھا۔

13- آپ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو علو ہمت کی تربیت دیتے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

إذا سألتم الله، فاسألوه الفردوس، فإنه أوسط الجنة وأعلى الجنة – أراه – فوقه عرش الرحمن، ومنه تفجر أنهار الجنة[16]»

[16] صحيح البخاري، كتاب الجهاد والسير، باب درجات المجاهدين في سبيل الله، يقال: هذه سبيلي وهذا سبيلي، رقم الحديث: 2790.

ترجمہ: فردوس سب سے اعلیٰ اور درمیانی جنت ہے اور اس سے اوپر رحمٰن عَزَّ وَجَلَّ کا عرش ہے اور اس سے جَنَّت کی نہریں نکلتی ہیں۔ جب تم اللہ تَعَالٰی سے سُوال کرو تو جنَّتُ الفِردوس کا سوال کرو۔

حضرت ربیعہ بن کعب (بن مالک) اسلمی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

كنت أبيت مع رسول الله صلى الله عليه وسلم فأتيته بوضوئه وحاجته فقال لي: «سل» فقلت: أسألك مرافقتك في الجنة. قال: «أو غير ذلك» قلت: هو ذاك. قال: «فأعني على نفسك بكثرة السجود»

ترجمہ: میں (خدمت کے لیے) رسول اللہ ﷺ کے ساتھ (صفہ میں آپ کے قریب) رات گزارا کرتا تھا، (جب آپ تہجد کے لیے اٹھتے تو) میں وضو کا پانی اور دوسری ضروریات لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوتا۔ (ایک مرتبہ) آپ نے مجھے فرمایا: ”(کچھ) مانگو“، تو میں نے عرض کی: میں آپ سے یہ چاہتا ہوں کہ جنت میں بھی آپ کی رفاقت نصیب ہو۔ آپ نے فرمایا: ”یا اس کے سوا کچھ اور؟“ میں نے عرض کی: بس یہی۔ تو آپ نے فرمایا: ”تم اپنے معاملے میں سجدوں کی کثرت سے میری مدد کرو"۔

صحابہ کرام تقوی، طلب علم، جہاد، دعوت اور دعا میں بلند عزم و ہمت کا مظاہرہ فرماتے۔ اس بلند عزم و ہمت کی وجہ سے انہوں نے پوری دنیا پر حکومت کی۔

14- آپ ﷺ صحابہ کرام کو مصیبت پر صبر کرنے کا درس دیتے اور فرماتے کہ یہ سنت ماضیہ ہے اور اللہ تعالی ہمیشہ مبلغین اور دعاۃ کو آزماتا ہے اور صبر کرنے پر دنیا و آخرت میں اجر سے نوازتا ہے۔

حضرت خباب بن ارت کو مشرکین نے دہکتے ہوئے پانی میں ڈالا پھر پشت کے بل لٹا کر پاوں سے روندا جس سے آپکی جلد داغدار ہوگئی۔ آپ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: یارسول اللہ!

اللہ تعالیٰ سے آپ دعا کیوں نہیں فرماتے؟ اس پر آپ ﷺ سیدھے بیٹھ گئے۔ چہرہ مبارک غصہ سے سرخ ہو گیا اور فرمایا تم سے پہلے ایسے لوگ گزر چکے ہیں کہ لوہے کے کنگھوں کو ان کے گوشت اور پٹھوں سے گزار کر ان کی ہڈیوں تک پہنچا دیا گیا اور یہ معاملہ بھی انہیں ان کے دین سے نہ پھیر سکا، کسی کے سر پر آرا رکھ کر اس کے دو ٹکڑے کر دیئے گئے اور یہ بھی انہیں ان کے دین سے نہ پھیر سکا، اس دین اسلام کو تو اللہ تعالیٰ خود ہی ایک دن تمام و کمال تک پہنچائے گا کہ ایک سوار صنعاء سے حضر موت تک (تنہا) جائے گا اور (راستے) میں اسے اللہ کے سوا اور کسی کا خوف تک نہ ہو گا۔ بیان نے اپنی روایت میں یہ زیادہ کیا کہ "سوائے بھیڑیئے کے کہ اس سے اپنی بکریوں کے معاملہ میں اسے ڈر ہو گا۔"

حافظ ابن حجر فرماتے ہیں:

كان هؤلاء الذين فعل بهم ذلك أنبياء أو أتباعهم قال وكان في الصحابة من لو فعل به ذلك لصبر إلى أن قال وما زال خلق من الصحابة وأتباعهم فمن بعدهم يؤذون في الله ولو أخذوا بالرخصة لساغ لهم[17]۔

جن لوگوں کے ساتھ ایسا سلوک ہوا وہ انبیاء یا ان کے پیروکار تھے۔ اور فرمایا کہ صحابہ کرام میں بھی ایسی شخصیات موجود تھیں کہ اگر ان کے ساتھ بھی ایسا سلوک ہوتا تو وہ صبر کا مظاہرہ فرماتے۔ پھر فرمایا صحابہ اور انکے پیروکاروں میں سے بہت سے لوگ ایسے ہیں جن کو اللہ تعالی کی راہ میں اذیت دی گئی حالانکہ اگر وہ رخصت کو اختیار کرتے تو ان کے لیے جائز ہوتی۔

---

[17] ابن حجر العسقلانی، فتح الباري شرح صحيح البخاري،]7، ص167.

15- آپ ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو قریب و بعید کے لوگوں اور دشمن اور دوست ہر ایک کے ساتھ حسن سلوک کا درس دیتے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

دخل رهط من اليهود على رسول الله صلى الله عليه وسلم، فقالوا: السام عليكم، قالت عائشة: ففهمتها فقلت: وعليكم السام واللعنة، قالت: فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: «مهلا يا عائشة، إن الله يحب الرفق في الأمر كله» فقلت: يا رسول الله، أولم تسمع ما قالوا؟ قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: " قد قلت: وعليكم[18]".

ترجمہ: کچھ یہودی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور 'السام علیکم' کہا جس کے معنی موت کی دعا کرنا ہے۔ مجھے ان کا مطلب سمجھ آگیا، اس لیے جواب دیا: 'وعلیکم السام واللعنۃ'، تم پر بھی موت آئے اور لعنت ہو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: رکو عائشہ، اللہ تعالیٰ ہر کام میں نرمی پسند کرتا ہے۔ میں نے کہا: یارسول اللہ، آپ نے ان کے کلمات نہیں سنے؟ فرمایا: تم نے میرا جواب 'وعلیکم' نہیں سنا، یعنی تم مرو۔

جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنے دشمنوں کے ساتھ یہ سلوک تھا تو اپنے ساتھیوں اور ماننے والوں کے ساتھ حسن اخلاق کا کیا عالم ہو گا۔ حضرت عائشہ نے بتایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا عمدہ اخلاق تھا اور بے حیائی ، فحاشی سے آپ کتنا دور رہتے تھے اور کتنے خوبصورت الفاظ کا استعمال فرماتے۔ جیسا کہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نے اپنے "اب" کی اس بات: ﴿لئن لم تنته لأرجمنك واهجرني مليا[19]﴾ "اے ابراہیم بے شک اگر تو باز نہ آیا تو میں تجھے پتھراو کروں گا". کے جواب میں فرمایا: ﴿**سلم عليک سأستغفر لك ربي إنه**

---

[18] صحيح البخاري، كتاب الأدب، باب الرفق في الأمر كله، رقم الحديث: 6024.

[19] سورۃ مریم: ۴۶.

كان بي حنيفا﴾[20] "بس تجھے سلام ہے قریب ہے کہ میں تیرے لیے اپنے رب سے معافی مانگوں گا بے شک وہ مجھ پر مہربان ہے"۔ اور احسان یہی ہے کہ برائی کے بدلے میں اچھائی کی جائے۔

16- آپ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ذہن تیز کرنے اور ان کی ذہانت اور علم کا جائزہ لینے کے لیے تربیت فرماتے۔

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«إن من الشجر شجرة لا يسقط ورقها، وهي مثل المسلم، حدثوني ما هي؟» فوقع الناس في شجر البادية، ووقع في نفسي أنها النخلة، قال عبد الله: فاستحييت، فقالوا: يا رسول الله، أخبرنا بها؟ فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: «هي النخلة» قال عبد الله: فحدثت أبي بما وقع في نفسي، فقال: «لأن تكون قلتها أحب إلي من أن يكون لي كذا وكذا[21]»

ترجمہ: "درختوں میں ایک درخت ایسا ہے جس کے پتے نہیں گرتے وہی مثال ہے مسلمان کی، تو مجھ سے بیان کرو وہ کون سا درخت ہے؟" لوگوں نے جنگل کے درختوں کا خیال شروع کیا۔ سیدنا عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے کہا: میرے دل میں آیا وہ کھجور کا درخت ہے لیکن میں نے شرم کی (اور نہ کہا:)، پھر لوگوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ بیان فرمایئے، وہ کون سا درخت ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "وہ کھجور کا درخت ہے"۔ سیدنا عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے کہا: پھر میں نے یہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا۔ انہوں نے کہا: اگر تو کہہ دیتا کہ وہ کھجور کا درخت ہے (جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا تھا) تو مجھے ایسی ایسی چیزوں کے ملنے سے زیادہ پسند تھا۔

حافظ ابن حجر فرماتے ہیں:

1. اس حدیث میں ضرب الامثال ہیں اور سمجھانے کی غرض سے مثالیں بیان کی گئی ہیں۔

---

[20] سورۃ مریم: ۴۷۔

[21] صحيح البخاري، كتاب العلم، باب الحياء في العلم، رقم الحديث: 131.

2. معنوی چیزوں کو ذہن میں راسخ کرنے کے لئے تصویری روپ دیا گیا ہے۔

3. اور اس حدیث میں اس بات کی طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ کسی شے کو دوسری شے کے ساتھ تشبیہ دینے سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ جمیع وجوہ سے اس کی نظیر ہو۔ جمادات اور ان جیسی کوئی چیز انسان کے مماثل نہیں ہے۔

4. اس میں بڑوں کا احترام کرنے اور چھوٹوں کا اپنے والدین کو بات میں پہلے موقع دینے بیان ہوا ہے۔

5. جو کچھ آپ رضی اللہ عنہ (یعنی حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما) نے اس سوال سے سمجھا تھا اسے بتانے میں جلدی نہیں کی اگرچہ آپ کا گمان تھا کہ یہ درست ہے۔

6. اس سے یہ بھی معلوم ہو رہا ہے کہ بڑے عالم سے بھی بعض اوقات کئی ایسی چیزیں مخفی ہوتی ہیں جو ان سے کم علم لوگوں کو بھی معلوم ہوتی ہیں۔

7. علم ایک وہبی چیز ہے اور اللہ تعالی جسے چاہتا ہے، اپنا یہ فضل عطا کرتا ہے۔

17- آپ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو علم کا شوق دلاتے اور اس کو یاد کرنے کے آسان طریقے ارشاد فرماتے۔

جیسا کہ آپ ﷺ نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

عن معاذ رضي الله عنه، قال: كنت ردف النبي صلى الله عليه وسلم على حمار يقال له عفير، فقال: «يا معاذ، هل تدري حق الله على عباده، وما حق العباد على الله؟»، قلت: الله ورسوله أعلم، قال: «فإن حق الله على العباد أن يعبدوه ولا يشركوا به شيئا، وحق العباد على الله أن لا يعذب من لا يشرك به شيئا»، فقلت: يا رسول الله أفلا أبشر به الناس؟ قال: «لا تبشرهم، فيتكلوا[22]».

---

[22] صحيح البخارى، كتاب الجهاد والسير، باب اسم الفرس والحمار، رقم الحديث: 2856.

ترجمہ: ”حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں (ایک سفر میں) نبی کریم ﷺ کے پیچھے ایک گدھے پر سوار تھا جس کا نام عفیر تھا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: اے معاذ! کیا آپ جانتے ہیں کہ اللہ کے اپنے بندوں پر کیا حقوق ہیں؟ اور بندوں کے اللہ پر کیا حق ہیں؟ میں نے کہا: اللہ اور اس کے رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ کا بندوں پر حق یہ ہے کہ وہ اس کی عبادت کریں اور اس کے ساتھ کسی کو بھی شریک نہ بنائیں، اور بندوں کا اللہ پر حق یہ ہے کہ جو اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہیں بناتے انہیں عذاب نہ دے۔ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! کیا میں اس بات کی لوگوں کو اطلاع نہ دے دوں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا لوگوں کو مت بتاؤ وہ بھروسہ کر کے بیٹھ جائیں گے۔“

اور صحیح مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: «ألا أدلكم على ما يمحو الله به الخطايا، ويرفع به الدرجات؟» قالوا بلى يا رسول الله قال: «إسباغ الوضوء على المكاره، وكثرة الخطا إلى المساجد، وانتظار الصلاة بعد الصلاة، فذلكم الرباط[23]».

ترجمہ: اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا: کیا میں تمہیں ایسا عمل نہ بتلاوں جس سے اللہ تعالی خطائیں مٹا دیتا اور درجے بلند کرتا ہے؟ صحابہ رضی اللہ عنہم کرام نے عرض کیا: کیوں نہیں یا رسول اللہ ضرور بتلایئے آپ نے فرمایا: مشقتوں کے باوجود کامل وضو کرنا، مسجدوں کی طرف کثرت سے قدم اٹھانا، نماز کے بعد نماز کا انتظار کرنا، پس یہی رباط [محاذ جنگ میں پڑاو] ہے پس یہی رباط ہے پس یہی رباط ہے۔

---

[23] صحيح مسلم، كتاب الطهارة، باب فضل إسباغ الوضوء على المكاره، رقم الحديث: 41 (251).

18- آپ ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو طاعت وعبادت میں اجتہاد کی ترغیب دیتے۔ یہ ترغیب عبادت اور اطاعت کی فضیلت بیان کرنے کے لیے ہوتی۔

جیسا کہ آپ ﷺ کا فرمان ہے:

أفضل الصلاة بعد المفروضة صلاة من الليل[24]".

ترجمہ: فرض نماز کے بعد افضل نماز قیام اللیل ہے۔

اور اسی طرح فرمایا:

من قام رمضان إيمانا واحتسابا، غفر له ما تقدم من ذنبه[25].

ترجمہ: جس نے ایمان اور احتساب کے ساتھ رمضان میں قیام کیا تو اس کے پچھلے گناہ بخش دیئے گئے۔

آپ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو خصائل حمیدہ میں سے کسی خصلت کی تعلیم دیتے یا اس پر تنبیہ فرماتے۔ جیسا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: نعم الرجل عبد الله، لو كان يصلي من الليل» فكان بعد لا ينام من الليل إلا قليلا[26].

ترجمہ: عبداللہ بہت خوب لڑکا ہے۔ کاش رات میں نماز پڑھا کرتا۔ اسکے بعد عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما رات کو بہت کم سوتے تھے (زیادہ عبادت ہی کرتے رہتے)۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

أن رسول الله صلى الله عليه وسلم طرقه وفاطمة بنت النبي عليه السلام ليلة، فقال: «ألا تصليان؟» فقلت: يا رسول الله، أنفسنا بيد الله، فإذا شاء أن يبعثنا بعثنا، فانصرف حين

---

[24] سنن أبي داود، كتاب الصوم، باب في صوم المحرم، رقم الحديث: 2429.

[25] صحيح البخاري، كتاب الإيمان، باب: تطوع قيام رمضان من الإيمان، رقم الحديث: 37.

[26] صحيح البخاري، كتاب التهجد، باب فضل قيام الليل، رقم الحديث: 1122.

قلنا ذلك ولم يرجع إلي شيئا، ثم سمعته وهو مول يضرب فخذه، وهو يقول: {وكان الإنسان أكثر شيء جدلا[27]}[28].

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ ایک رات ان کے اور فاطمہ رضی اللہ عنہما کے پاس آئے، آپ نے فرمایا کہ کیا تم لوگ (تہجد کی) نماز نہیں پڑھو گے؟ میں عرض کی کہ یا رسول اللہ! ہماری روحیں خدا کے قبضہ میں ہیں، جب وہ چاہے گا ہمیں اٹھادے گا۔ ہماری اس عرض پر آپ واپس تشریف لے گئے۔ آپ نے کوئی جواب نہیں دیا لیکن واپس جاتے ہوئے میں نے سنا کہ آپ ﷺ ران پر ہاتھ مار کر (سورہ کہف کی یہ آیت پڑھ رہے تھے) آدمی سب سے زیادہ جھگڑالو ہے ﴿ **وكان الإنسان أكثر شيء جدلا** ﴾.

19- کبھی کبھار صحابہ رضی اللہ عنہم کرام کے ساتھ مزاح فرماتے لیکن آپ ﷺ ہر حال میں حق اور سچ بات ہی فرماتے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

عن أبي هريرة قال: قالوا: يا رسول الله، إنك تداعبنا، قال: إني لا أقول إلا حقا[29].

ترجمہ: لوگوں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! آپ ہم سے ہنسی مذاق کرتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ”میں (خوش طبعی اور مزاح میں بھی) حق کے سوا کچھ نہیں کہتا“۔

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

---

[27] [الكهف: 54]

[28] صحيح البخاري، كتاب التهجد، باب تحريض النبي صلى الله عليه وسلم على صلاة الليل والنوافل من غير إيجاب، رقم الحديث: 1127.

[29] سنن الترمذي، أبواب البر والصلة عن رسول الله صلى الله عليه وسلم، باب ما جاء في المزاح، رقم الحديث: 1990.

أن رجلا استحمل رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال: إني حاملك على ولد الناقة فقال: يا رسول الله، ما أصنع بولد الناقة؟ فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: وهل تلد الإبل إلا النوق[30].

ترجمہ: ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے سواری کی درخواست کی، آپ نے فرمایا: "میں تمہیں سواری کے لیے اونٹنی کا بچہ دوں گا"، اس آدمی نے عرض کیا: اللہ کے رسول! میں اونٹنی کا بچہ کیا کروں گا؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "بھلا اونٹ کو اونٹنی کے سوا کوئی اور بھی جنتی ہے؟"

اور محمود بن ربیع فرماتے ہیں۔

«عقلت من النبي صلى الله عليه وسلم مجة مجها في وجهي وأنا ابن خمس سنين من دلو[31]».

ترجمہ: (ایک مرتبہ) رسول اللہ ﷺ نے ایک ڈول سے منہ میں پانی لے کر میرے چہرے پر کلی فرمائی، اور میں اس وقت پانچ سال کا تھا۔

حافظ ابن حجر فرماتے ہیں نبی ﷺ کا محمود کے ساتھ ایسا کرنا ان کے ساتھ مزاح کے طور پر تھا یا آپ ﷺ انہیں برکت سے مستفید فرمانا چاہتے تھے۔ جیسا کہ آپ ﷺ دوسرے صحابہ کرام کے بچوں کے ساتھ بھی اسی طرح شفقت فرماتے۔

20- آپ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو گمراہی کے اسباب سے دور رکھنے کے لئے تنبیہ فرماتے اوران سے فتنوں کا دروازہ بند کرتے۔

نبی کریم ﷺ کی زوجہ مطہرہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا۔

---

[30] سنن الترمذي، أبواب البر والصلة عن رسول الله صلى الله عليه وسلم، باب ما جاء في المزاح، رقم الحديث: 1991.

[31] صحيح البخاري، كتاب العلم، باب: متى يصح سماع الصغير؟، رقم الحديث: 77.

أن النبي صلى الله عليه وسلم استيقظ ليلة، فقال: «سبحان الله ماذا أنزل الليلة من الفتنة، ماذا أنزل من الخزائن، من يوقظ صواحب الحجرات؟ يا رب كاسية في الدنيا عارية في الآخرة[32]».

ترجمہ: ایک رات رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ گھبرائے ہوئے بیدار ہوئے اور فرمایا اللہ کی ذات پاک ہے۔ اللہ تعالیٰ نے کیا کیا خزانے نازل کئے ہیں اور کتنے فتنے اتارے ہیں ان حجرہ والیوں کو کوئی بیدار کیوں نہ کرے آپ کی مراد ازواج مطہرات سے تھی تاکہ یہ نماز پڑھیں۔ بہت سے دنیا میں کپڑے باریک پہننے والیاں آخرت میں ننگی ہوں گی۔

اور حضرت جریر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

أن النبي صلى الله عليه وسلم قال له في حجة الوداع: «استنصت الناس» فقال: «لا ترجعوا بعدي كفارا، يضرب بعضكم رقاب بعض[33]».

ترجمہ: نبی اکرم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے ان سے حجۃ الوداع میں فرمایا کہ لوگوں کو بالکل خاموش کراؤ (تاکہ وہ خوب سن لیں) پھر فرمایا، لوگو! میرے بعد پھر کافر مت بن جانا کہ ایک دوسرے کی گردن مارنے لگو۔

آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا:

ستكون فتن القاعد فيها خير من القائم، والقائم فيها خير من الماشي، والماشي فيها خير من الساعي، ومن يشرف لها تستشرفه، ومن وجد ملجأ أو معاذا فليعذ به[34]».

---

[32] صحيح البخاري، كتاب التهجد، باب تحريض النبي صلى الله عليه وسلم على صلاة الليل والنوافل من غير إيجاب، رقم الحديث: 1126.

[33] صحيح البخاري، كتاب العلم، باب الإنصات للعلماء، رقم الحديث: 121.

[34] صحيح البخاري، كتاب المناقب، باب علامات النبوة في الإسلام، رقم الحديث: 3601.

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”فتنوں کا دور جب آئے گا تو اس میں بیٹھنے والا کھڑا رہنے والے سے بہتر ہو گا، کھڑا رہنے والا چلنے والے سے بہتر ہو گا اور چلنے والا دوڑنے والے سے بہتر ہو گا جو اس میں جھانکے گا فتنہ بھی اسے اچک لے گا اور اس وقت جسے جہاں بھی پناہ مل جائے بس وہیں پناہ پکڑ لے تاکہ اپنے دین کو فتنوں سے بچا سکے“۔

21-آپ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے لیے دعا فرماتے۔

جیسا کہ آپ ﷺ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے لئے درازی عمر اور کثرت مال و اولاد کے لئے دعا فرمائی۔ اور ابن عباس رضی اللہ عنہ کے لیے دین میں تفقہ اور علم التاویل یا علم التفسیر کے لئے دعا فرمائی، ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حافظہ کے لئے دعا فرمائی، ابو عامر اشعری، ابو موسی اشعری، ابو طلحہ اور ان کی زوجہ ام سلیم رضی اللہ عنہم کے لیے بھی دعا فرمائی۔ یہ معلوم شدہ بات ہے کہ اللہ تعالی کے ہاں بلند مرتبہ ہونے کی وجہ سے آپ ﷺ کی دعا ضرور شرف قبولیت حاصل کرتی ہے۔

22-آپ ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو لوگوں سے سوال نہ کرنے اور دوسروں کے مال و دولت سے بے پرواہونے کی تربیت فرماتے اگرچہ یہ مشقت طلب کام ہوتا۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

إن ناسا من الأنصار سألوا رسول الله صلى الله عليه وسلم، فأعطاهم، ثم سألوه، فأعطاهم، ثم سألوه، فأعطاهم حتى نفد ما عنده، فقال: «ما يكون عندي من خير فلن أدخره عنكم، ومن يستعفف يعفه الله، ومن يستغن يغنه الله ومن يتصبر يصبره الله، وما أعطي أحد عطاء خيرا وأوسع من الصبر[35]».

[35] صحيح البخاري، كتاب الزكاة، باب الاستعفاف عن المسألة، رقم الحديث: 1469.

ترجمہ:- انصار کے کچھ لوگوں نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا تو آپ ﷺ نے انہیں دیا۔ پھر انہوں نے سوال کیا اور آپ ﷺ نے پھر دیا۔ یہاں تک کہ جو مال آپ ﷺ کے پاس تھا۔ اب وہ ختم ہو گیا۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر میرے پاس جو مال و دولت ہو تو میں اسے بچا کر نہیں رکھوں گا۔ مگر جو شخص سوال کرنے سے بچتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی اسے سوال کرنے سے محفوظ ہی رکھتا ہے۔ اور جو شخص بے نیازی برتتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے بے نیاز بنا دیتا ہے اور جو شخص اپنے اوپر زور ڈال کر بھی صبر کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی اسے صبر و استقلال دے دیتا ہے۔ اور کسی کو بھی صبر سے زیادہ بہتر اور اس سے زیادہ بے پایاں خیر نہیں ملی۔ (صبر تمام نعمتوں سے بڑھ کر ہے)۔

اور حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

سألت رسول الله صلى الله عليه وسلم، فأعطاني، ثم سألته، فأعطاني، ثم سألته، فأعطاني ثم قال: «يا حكيم، إن هذا المال خضرة حلوة، فمن أخذه بسخاوة نفس بورك له فيه، ومن أخذه بإشراف نفس لم يبارك له فيه، كالذي يأكل ولا يشبع، اليد العليا خير من اليد السفلى»، قال حكيم: فقلت: يا رسول الله، والذي بعثك بالحق لا أرزأ أحدا بعدك شيئا حتى أفارق الدنيا، فكان أبو بكر رضي الله عنه، يدعو حكيما إلى العطاء، فيأبى أن يقبله منه، ثم إن عمر رضي الله عنه دعاه ليعطيه فأبى أن يقبل منه شيئا، فقال عمر: إني أشهدكم يا معشر المسلمين على حكيم، أني أعرض عليه حقه من هذا الفيء فيأبى أن يأخذه، فلم يرزأ حكيم أحدا من الناس بعد رسول الله صلى الله عليه وسلم حتى توفي[36].

ترجمہ: میں نے رسول اللہ ﷺ سے کچھ مانگا۔ آپ ﷺ نے عطا فرمایا۔ میں نے پھر مانگا اور آپ ﷺ نے پھر عطا فرمایا۔ میں نے پھر مانگا آپ ﷺ نے پھر بھی عطا فرمایا۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ اے حکیم! یہ دولت بڑی سرسبز اور بہت ہی شیریں ہے۔ لیکن جو

[36] صحيح البخاري، كتاب الزكاة، باب الاستعفاف عن المسألة، رقم الحديث: 1472.

شخص اسے اپنے دل کو سخی رکھ کر لے تو اس کی دولت میں برکت ہوتی ہے۔ اور جو لالچ کے ساتھ لیتا ہے تو اس کی دولت میں کچھ بھی برکت نہیں ہو گی۔ اس کا حال اس شخص جیسا ہو گا جو کھاتا ہے لیکن آسودہ نہیں ہوتا (یاد رکھو) اوپر کا ہاتھ نیچے کے ہاتھ سے بہتر ہے۔ حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ نے کہا، کہ میں نے عرض کی اس ذات کی قسم! جس نے آپ کو سچائی کے ساتھ مبعوث کیا ہے۔ اب اس کے بعد میں کسی سے کوئی چیز نہیں لوں گا۔ تا آنکہ اس دنیا ہی سے میں جدا ہو جاؤں۔ چنانچہ ابو بکر رضی اللہ عنہ حکیم رضی اللہ عنہ کو ان کا معمول دینے کو بلاتے تو وہ لینے سے انکار کر دیتے۔ پھر عمر رضی اللہ عنہ نے بھی انہیں ان کا حصہ دینا چاہا تو انہوں نے اس کے لینے سے انکار کر دیا۔ اس پر عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مسلمانو! میں تمہیں حکیم بن حزام کے معاملہ میں گواہ بناتا ہوں کہ میں نے ان کا حق انہیں دینا چاہا لیکن انہوں نے لینے سے انکار کر دیا۔ غرض حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے بعد اسی طرح کسی سے بھی کوئی چیز لینے سے ہمیشہ انکار ہی کرتے رہے۔ یہاں تک کہ وفات پا گئے۔

23- آپ ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں بھائی چارہ قائم کرنے کے لیے کوشاں رہتے اور ان کے درمیان محبت کے رشتے کو پروان چڑھانے کے لیے اقدامات فرماتے رہتے۔

ہجرت کے بعد آپ ﷺ نے انصار اور مہاجرین کے درمیان بھائی چارہ قائم کیا۔ ان میں سے ہر ایک اپنے بھائی کو وارث بناتا جب {وأولوا الأرحام بعضهم أولى ببعض[37]} آیت نازل ہوئی تو یہ حکم منسوخ ہو گیا۔ آپ ﷺ صحابہ کرام کی اللہ کی رضا کی خاطر آپس میں محبت کرنے پر حریص تھے۔ بعض صحابہ نے آپ سے عرض کیا: واللہ إني لأحب هذا في الله. "اللہ کی قسم میں فلاں سے اللہ کی رضا کے لئے محبت کرتا

[37] الأحزاب:6.

ہوں"۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "أأعلمته؟" کیا تو نے اسے بتا دیا ہے۔ اس نے عرض کی نہیں یا رسول اللہ آپ ﷺ نے فرمایا: جا اور اسے یہ بتا دے کہ میں تم سے محبت کرتا ہوں۔ اور آپ ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی اپنے بھائی سے محبت کرتا ہوں تو اسے بتا دے اس سے محبت میں اضافہ ہوتا ہے اور زیادہ ثمرات حاصل ہوتے ہیں۔

24- آپ ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو تمام مسلمانوں کے ساتھ خیر خواہی کا درس دیتے۔

جیسا کہ زیاد بن علاقہ سے مروی ہے۔

قال سمعت جرير بن عبد الله يقول يوم مات المغيرة بن شعبة قام فحمد الله وأثنى عليه وقال عليكم باتقاء الله وحده لا شريك له والوقار والسكينة حتى يأتيكم أمير فإنما يأتيكم الآن. ثم قال استعفوا لأميركم فإنه كان يحب العفو ثم قال أما بعد فإني أتيت النبي صلى الله عليه وسلم قلت أبايعك على الإسلام فشرط علي (والنصح لكل مسلم). فبايعته على هذا ورب هذا المسجد إني لناصح لكم. ثم استغفر ونزل.

ترجمہ: جس دن مغیرہ بن شعبہ (حاکم کوفہ) کا انتقال ہوا تو وہ خطبہ کے لیے کھڑے ہوئے اور اللہ کی تعریف اور خوبی بیان کی اور کہا تم کو اکیلے اللہ کا ڈر رکھنا چاہیے اس کا کوئی شریک نہیں اور تحمل اور اطمینان سے رہنا چاہیے اس وقت تک کہ کوئی دوسرا حاکم تمہارے اوپر آئے اور وہ ابھی آنے والا ہے۔ پھر فرمایا کہ اپنے مرنے والے حاکم کے لیے دعائے مغفرت کرو کیونکہ وہ (مغیرہ) بھی معافی کو پسند کرتا تھا پھر کہا کہ اس کے بعد تم کو معلوم ہونا چاہیے کہ میں ایک دفعہ نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور میں نے عرض کیا کہ میں آپ سے اسلام پر بیعت کرتا ہوں آپ ﷺ نے مجھ سے ہر مسلمان کی خیر خواہی کے لیے شرط کی، پس میں نے اس

شرط پر آپ سے بیعت کرلی (پس) اس مسجد کے رب کی قسم کہ میں تمہارا خیر خواہ ہوں پھر استغفار کیا اور منبر سے اتر آئے۔

حافظ ابن حجر فرماتے ہیں امام بخاری نے کتاب الایمان کو نصیحت کے بیان پر ختم کرکے اس بات کی طرف اشارہ کیا ہے کہ انہوں نے اس کے مقتضیٰ پر عمل کیا ہے کہ سقیم حدیث کو چھوڑ کر صحیح حدیث پر عمل کیا جائے۔ پھر تصنیف کے دوران اپنی حالت کی وضاحت کرنے کے لئے اسے جریر کے خطبہ پر ختم کیا اور اشارہ کیا اس قول کے ساتھ فإنما يأتيكم الآن.... شریعت کو لازم پکڑنا واجب ہے۔ یہاں تک کہ وہ آجائے جو اسے قائم کرے۔ طائفہ منصورہ ہر دور میں رہا ہے وہ ہیں فقہائے اصحاب حدیث۔ اور اپنے قول **استعفوا لأميركم** کے ساتھ اپنے عمل کے لیے دعا کی ہے پھر آپ نے قول استغفر ونزل پر ختم کیا اور باب کے ختم ہونے کا احساس دلوایا ہے۔ اس کے بعد کتاب **العلم** لے آئے ہیں۔ جس پر حدیث نصیحت دلالت کرتی ہے۔ زیادہ خیر خواہی علم سیکھنے اور سکھانے میں ہے۔

25- نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام کا مشاہدہ کرنے اور جائزہ لینے کی بطور نمونہ چند مثالیں

ڈاکٹر عبداللہ ناصح علوان لکھتے ہیں:

معاشرتی تربیت کے حوالے سے آپ کی تعلیمات میں سے ایک بات امام بخاری و مسلم نے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔

عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: «إياكم والجلوس على الطرقات»، فقالوا: ما لنا بد، إنما هي مجالسنا نتحدث فيها، قال: «فإذا أبيتم إلا المجالس، فأعطوا الطريق حقها»، قالوا: وما حق الطريق؟ قال: «غض البصر، وكف الأذى، ورد السلام، وأمر بالمعروف، ونهي عن المنكر[38]».

[38] صحيح البخاري، كتاب المظالم والغصب، باب أفنية الدور والجلوس فيها، والجلوس على الصعدات، رقم الحديث: 2465.

ترجمہ: نبی کریم صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا راستوں میں بیٹھنے سے بچو۔ صحابہ رضی اللہ عنھمنے عرض کیا کہ ہم تو وہاں بیٹھنے پر مجبور ہیں۔ وہی ہمارے بیٹھنے کی جگہ ہوتی ہے کہ جہاں ہم باتیں کرتے ہیں۔ اس پر آپ نے فرمایا کہ اگر وہاں بیٹھنے کی مجبوری ہے تو راستے کا حق بھی ادا کرو۔ صحابہ رضی اللہ عنھمنے پوچھا اور راستے کا حق کیا ہے؟ آپ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا، نگاہ نیچی رکھنا، کسی کو ایذاء دینے سے بچنا، سلام کا جواب دینا، اچھی باتوں کے لیے لوگوں کو حکم کرنا اور بری باتوں سے روکنا۔

حرام سے روکنے کے بارے میں آپ کے فرامین میں سے ایک مثال جو عبد اللہ بن عباس فرماتے ہیں۔

أن رسول الله صلى الله عليه وسلم رأى خاتما من ذهب في يد رجل، فنزعه فطرحه، وقال: «يعمد أحدكم إلى جمرة من نار فيجعلها في يده»، فقيل للرجل بعد ما ذهب رسول الله صلى الله عليه وسلم: خذ خاتمك انتفع به، قال: لا والله، لا آخذه أبدا وقد طرحه رسول الله صلى الله عليه وسلم[39].

ترجمہ: سیدنا عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے کسی شخص کے ہاتھ میں سونے کی انگوٹھی دیکھی تو اسے اتار کر پھینک دیا اور فرمایا: کیا تمہارا کوئی شخص چاہتا ہے کہ آگ کا انگارا اٹھا کر اپنے ہاتھ میں رکھ لے"۔ جب رسول اللہ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تشریف لے گئے تو انگوٹھی والے آدمی سے کہا گیا: اپنی انگوٹھی اٹھا کر (اس کو بیچ کر) فائدہ حاصل کر لے۔ اس نے کہا: نہیں اللہ کی قسم! جب اللہ کے رسول صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے اسے پھینک دیا ہے تو میں اسے کبھی نہیں اٹھاؤں گا۔

بچوں کو ادب سکھانے کے بارے میں آپ کی تعلیمات میں سے ایک مثال جو امام بخاری و مسلم نے عمر بن سلمہ سے روایت کی ہے آپ نے فرمایا:

---

[39] صحيح مسلم، كتاب اللباس والزينة، باب طرح خاتم الذهب، رقم الحديث: 52 (2090).

كنت غلاما في حجر رسول الله صلى الله عليه وسلم، وكانت يدي تطيش في الصحفة، فقال لي رسول الله صلى الله عليه وسلم: «يا غلام، سم الله، وكل بيمينك، وكل مما يليك[40]».

ترجمہ: میں بچہ تھا اور رسول اللہ ﷺ کی پرورش میں تھا اور (کھاتے وقت) میرا ہاتھ برتن میں چاروں طرف گھوما کرتا۔ اس لیے آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ بیٹے! بسم اللہ پڑھ لیا کرو، داہنے ہاتھ سے کھایا کرو اور برتن میں وہاں سے کھایا کرو جو جگہ تجھ سے نزدیک ہو۔

بڑوں کی تربیت کے حوالے سے آپ کی تعلیمات میں سے ایک مثال جو ابو داؤد اور بیہقی نے عبد اللہ بن عمر سے روایت کی کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

دعتني أمي يوما ورسول الله -صلى الله عليه وسلم- قاعد في بيتنا، فقالت: ها تعال أعطيك، فقال لها رسول الله -صلى الله عليه وسلم-"وما أردت أن تعطيه" قالت: أعطيه تمرا، فقال لها رسول الله -صلى الله عليه وسلم-: "أما إنك لو لم تعطيه شيئا كتبت عليك كذبة[41]".

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میری والدہ نے ایک روز مجھے بلایا اس وقت رسول اللہ ﷺ ہمارے گھر میں تشریف فرما تھے انہوں نے کہا آؤ، لے لو میں تمہیں دوں گی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم نے اسے کیا دینے کا ارادہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا: میں اسے کھجور دوں

---

[40] صحيح البخاري، كتاب الأطعمة، باب التسمية على الطعام والأكل باليمين، رقم الحديث: 5376.

[41] سنن أبي داود، أبو داود سليمان بن الأشعث السِّجِسْتاني (المتوفى: 275هـ)، بتحقيق: شعَيب الأرنؤوط، دار الرسالة العالمية، الطبعة: الأولى، 1430 هـ - 2009 م، كتاب الأدب، باب في الكذب، رقم الحديث: 4991.

گی۔ پس آپ ﷺ نے فرمایا سن لو۔ اگر تم نے اسے کوئی چیز نہ دیتیں تو تمہارے اوپر ایک جھوٹ لکھ لیا جاتا۔

اخلاقی تربیت کے حوالے سے ایک مثال امام بخاری و مسلم نے ابو بکرہ سے روایت کی ہے۔

أن رجلا ذكر عند النبي صلى الله عليه وسلم فأثنى عليه رجل خيرا، فقال النبي صلى الله عليه وسلم: " ويحك، قطعت عنق صاحبك - يقوله مرارا - إن كان أحدكم مادحا لا محالة فليقل: أحسب كذا وكذا، إن كان يرى أنه كذلك، وحسيبه الله، ولا يزكي على الله أحدا[42].

ترجمہ: نبی کریم ﷺ کی مجلس میں ایک شخص کا ذکر آیا تو ایک دوسرے شخص نے ان کی مبالغہ سے تعریف کی تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ افسوس تم نے اپنے ساتھی کی گردن توڑ دی۔ نبی کریم ﷺ نے یہ جملہ کئی بار فرمایا، اگر تمہارے لیے کسی کی تعریف کرنی ضروری ہو تو یہ کہنا چاہیئے کہ میں اس کے متعلق ایسا خیال کرتا ہوں، باقی علم اللہ کو ہے وہ ایسا ہے۔ اگر اس کو یہ معلوم ہو کہ وہ ایسا ہی ہے اور یوں نہ کہے کہ وہ اللہ کے نزدیک اچھا ہی ہے۔

نفسیاتی تربیت کے حوالے سے ایک مثال اس امام بخاری و مسلم نے نعمان بن بشیر سے روایت کیا ہے۔

عن النعمان بن بشير، أن أباه أتى به إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال: إني نحلت ابني هذا غلاما، فقال: «أكل ولدك نحلت مثله»، قال: لا، قال: «فارجعه[43]»

---

[42] صحيح البخاري، كتاب الأدب، باب ما يكره من التمادح، رقم الحديث: 6061.

[43] صحيح البخاري، كتاب الهبة وفضلها والتحريض عليها، باب الهبة للولد، وإذا أعطى بعض ولده شيئا لم يجز، حتى يعدل بينهم ويعطي الآخرين مثله، ولا يشهد عليه، رقم الحديث: 2586.

ترجمہ: نعمان بن بشیر فرماتے ہیں کہ ان کے والد انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لائے اور عرض کیا کہ میں نے اپنے اس بیٹے کو ایک غلام بطور ہبہ دیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا، کیا ایسا ہی غلام اپنے دوسرے لڑکوں کو بھی دیا ہے؟ انہوں نے کہا نہیں، تو آپ نے فرمایا کہ پھر (ان سے بھی) واپس لے لے۔

ایک اور روایت میں ہے۔ فقال له رسول الله صلى الله عليه وسلم: «أفعلت هذا بولدك كلهم؟» قال: لا، قال: «اتقوا الله، واعدلوا في أولادكم»، فرجع أبي، فرد تلك الصدقة[44].

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تو نے اپنے سارے بیٹوں کے ساتھ ایسا سلوک کیا ہے؟ اس نے کہا: نہیں، آپ نے فرمایا: "اللہ سے ڈرو، اور اپنی اولاد کے ساتھ انصاف کرو"۔ میرے باپ نے رجوع کیا اور وہ صدقہ اس سے واپس لے لیا۔

ایک اور روایت میں ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«فلا تشهدني إذا، فإني لا أشهد على جور[45]».

ترجمہ: پھر مجھے گواہ نہ بنائیں ظلم والے معاملے میں گواہ نہیں بنتا۔

جسمانی تربیت کے حوالے سے صحیح ترمذی میں ہے کہ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو اونٹ کی طرح پانی پیتے دیکھا تو صحابہ کرام سے فرمایا:

لا تشربوا شربا واحدا كشرب البعير، ولكن اشربوا مثنى وثلاث، وسموا إذا أنتم شربتم، واحمدوا إذا أنتم رفعتم[46].

---

[44] صحيح مسلم، مسلم بن الحجاج (المتوفى: 261هـ)، بتحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، دار إحياء التراث العربي – بيروت، كتاب الهبات، باب كراهة تفضيل بعض الأولاد في الهبة، رقم الحديث: 13 (1623).

[45] صحيح مسلم، كتاب الهبات، باب كراهة تفضيل بعض الأولاد في الهبة، رقم الحديث: 14(1623).

[46] سنن الترمذي، محمد بن عيسى الترمذي (المتوفى: 279هـ)، بتحقيق: بشار عواد معروف، دار الغرب الإسلامي – بيروت، سنة النشر: 1998 م، أبواب الأشربة عن رسول الله صلى الله عليه وسلم، باب ما جاء في التنفس في الإناء، رقم الحديث: 1885.

ترجمہ: اونٹ کی طرح ایک گھونٹ میں نہ پیو بلکہ دو دو یا تین تین گھونٹ میں پیو، اور جب تم پیو تو اللہ کا نام لو اور جب پی چکو تو اسکا شکر ادا کرو۔

ایک دفعہ آپ ﷺ نے صحابہ کرام کو تیر اندازی کی مشق کرتے ہوئے دیکھا تو ان سے فرمایا: «ارموا وأنا معكم كلكم[47]».

ترجمہ: تم تیر اندازی جاری رکھو۔ میں تم سب کے ساتھ ہوں۔

دعوت و تبلیغ کے بارے میں آپ صحابہ کرام کو لوگوں کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آنے کی تلقین فرماتے۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

كنت أمشي مع النبي صلى الله عليه وسلم وعليه برد نجراني غليظ الحاشية، فأدركه أعرابي فجذبه جذبة شديدة، حتى نظرت إلى صفحة عاتق النبي صلى الله عليه وسلم قد أثرت به حاشية الرداء من شدة جذبته، ثم قال: مر لي من مال الله الذي عندك، فالتفت إليه فضحك، ثم «أمر له بعطاء[48]».

ترجمہ: میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ جا رہا تھا۔ آپ ﷺ نجران کی بنی ہوئی چوڑے حاشیہ کی ایک چادر اوڑھے ہوئے تھے۔ اتنے میں ایک دیہاتی نے آپ ﷺ کو گھیر لیا اور زور سے آپ کو کھینچا، میں نے آپ کے شانے کو دیکھا، اس پر چادر کے کونے کا نشان پڑ گیا، ایسا کھینچا۔ پھر کہنے لگا۔ اللہ کا مال جو آپ کے پاس ہے اس میں سے کچھ مجھ کو دلائیے۔ آپ ﷺ نے اس کی طرف دیکھا اور ہنس دیئے۔ پھر آپ ﷺ نے اسے دینے کا حکم فرمایا۔

[47] صحيح البخاري، كتاب المناقب، باب، رقم الحديث: 3507.

[48] صحيح البخاري، محمد بن إسماعيل أبو عبدالله البخاري، بتحقيق: محمد زهير بن ناصر الناصر، دار طوق النجاة، الطبعة: الأولى، 1422هـ، كتاب فرض الخمس، باب ما كان النبي صلى الله عليه وسلم يعطي المؤلفة قلوبهم وغيرهم من الخمس ونحوه، رقم الحديث: 3149.

یہ بعض عملی اور زندہ مثالیں ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ آپ ﷺ لوگوں کی تربیت کرنے، ان کے مسائل حل کرنے، خرابیوں کی اصلاح کرنے اور انکا معیار زندگی بلند کرنے کے لئے کس قدر کوشاں تھے۔